اکیسواں فقھی سمینار

منعقدہ: ۹-۱۱/ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۳-۵/مارچ ۲۰۱۲ء، جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور، ایم پی

☆ شقاق بین الزوجین کی وجہ سے فسخ نکاح

☆ نشہ آور اشیاء

☆ اسلامی تکافل (انشورنس)

سوالنامہ

شقاق بین الزوجین کی وجہ سے فسخ نکاح

اسلام میں نکاح کو قریب قریب عبادت کا درجہ دیا گیا ہے، اوراس میں کوئی اختلاف نہیں کہ شریعت میں تأہل کی زندگی تجرد کی زندگی سے بہتر ہے، نکاح کا مقصد عفت و پاکدامنی کا تحفظ اور نسل انسانی کی افزائش کے ساتھ قلبی و روحانی سکون بھی ہے، قرآن مجید نے نکاح کے اس اہم مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے: ''لتسکنوا إلیها'' () اور اسی لئے شوہر و بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، چنانچہ شریعت میں نکاح ہونے کے بعد رشتۂ نکاح کے منقطع کرنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے؛ لیکن بعض دفعہ باہمی تعلق میں ایسی کڑواہٹیں آجاتی ہیں کہ اب اس رشتہ کو باقی رکھنا سکون کی بجائے بے سکونی اور ذہنی تناؤ کا سبب بن جاتا ہے۔

ایسے مواقع پر اسلام میں رشتۂ نکاح کو ختم کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ مرد اپنی طرف سے رشتۂ نکاح کو منقطع کردے، جس کو اصطلاح میں ''طلاق'' کہتے ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے ظلم و زیادتی ہو، شوہر نہ بیوی کے حقوق ادا کرے اور نہ اسے طلاق دے کر آزاد کرے، پس بیوی کی درخواست پر قاضی نکاح فسخ کردے، اس کو اصطلاح میں ''فسخ نکاح یا تفریق'' کہتے ہیں، تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی ایسی بات پیدا ہوجائے جس کی وجہ سے زوجین کے درمیان حرمت پیدا ہوجائے، ایسی صورت میں مرد عورت میں سے کوئی بھی دوسرے سے علاحدگی کا اعلان کردے اور عملی طور پر بھی ترک تعلق کرلے، یہ فقہ کی اصطلاح میں ''متارکہ'' ہے۔

چوتھی صورت خلع کی ہے کہ بیوی شوہر کو کچھ دے کر یا اپنے حق سے دست بردار ہوکر طلاق دینے پر آمادہ کرلے؛ خواہ اس کے لئے کوئی معقول سبب موجود نہ ہو، یا شوہر کی طرف سے ظلم و زیادتی کا ارتکاب نہ ہوا ہو، آج کل صورت حال یہ ہے کہ بعض اوقات شوہر اپنی بیوی کو ایسی جگہ رکھتا ہے کہ بیوی اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کو قاضی کے سامنے ثابت نہیں کرسکتی یا دونوں کے درمیان کسی وجہ سے ایسا فرق پیدا ہوجاتا ہے کہ عورت اس شوہر کے ساتھ رہنے میں عار محسوس کرتی ہے، جیسے نکاح کے وقت دونوں کم تعلیم یافتہ تھے، لیکن مستقبل میں شوہر تو تعلیم میں آگے نہیں بڑھ سکا؛ لیکن بیوی تعلیم میں بہت آگے بڑھ گئی دونوں میں تعلیمی اعتبار سے کوئی نسبت نہیں رہی، ایسی صورت میں عورت ایک ذہنی کرب میں مبتلا رہتی ہے اور معاشرت بالمعروف کی کیفیت ختم ہوجاتی ہے، کیونکہ شوہر طلاق دینے یا خلع منظور کرنے پر تیار نہیں ہوتا، اسباب فسخ یا تو موجود نہیں ہوتے یا ہوں تو عورت ان کو ثابت کرنے کے موقف میں نہیں ہوتی، ایسی صورت میں کیا خلع کو قبول کرنا صرف شوہر کے اختیار میں ہے اور اسی کی مرضی پر ہے یا اس میں قاضی اور حکم کو بھی کسی حد تک اختیار حاصل ہے؟ یہ ایک اہم مسئلہ ہے، جس پر موجودہ حالات میں غور کرنے کی ضرورت ہے، اسی پس منظر میں درج ذیل سوالات پیش خدمت ہیں اور گذارش ہے کہ کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اجتہادات کی روشنی میں آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

۱- خلع کی فقہی و اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

۲- بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جیسے مرد کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، اسی طرح عورت کو خلع لینے کا حق حاصل ہے، یہ بات کس

حدتک درست ہے؟

۳-اگر عورت شوہر کی جانب سے شدید حدتک متنفر ہو؛ لیکن شوہر طلاق دینے پر تیار نہ ہو اور عورت کے پاس شوہر کی ظلم وزیادتی کے سلسلہ میں بیّنہ فراہم نہ ہوں تو اس کے گلوخلاصی کی کیا صورت ہوگی؟

۴-شقاق سے کیا مراد ہے؟

۵-کیا قاضی شقاق کی وجہ سے خلع کا فیصلہ کرسکتا ہے، اس سلسلہ میں حنفیہ اور دوسرے فقہاء کا کیا نقطہ نظر ہے؟

۶-جن حضرات کے نزدیک خلع شوہر کی اجازت پر موقوف نہیں، ان کے یہاں کیا قاضی کی طرف سے حکمین کا مقرر کیا جانا ضروری ہے؟ کیا حکمین کی کوشش کے بعد ہی خلع معتبر ہوگا یا قاضی خود فیصلہ کرسکتا ہے اور کیا ایک حکم کا تقرر بھی کافی ہوگا؟

۷-اگر حنفیہ کے یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے تو کیا اس مسئلہ میں ضرورۃً کسی اور مکتب فکر کی طرف عدول کیا جاسکتا ہے؟

☆☆☆

سوالنامہ

نشہ آور اشیاء

انسان کا امتیاز نطق (مافی الضمیر کی ادائیگی) اور عقل (شعور کی پختگی اور ادراک واحساس کی گہرائی وگیرائی) سے ہے اور عقل کی بنیاد پر ہی وہ مکلّف ہوتا اور بنایا جاتا ہے، کمال عقل سے پہلے اور اس کے بغیر وہ تکلیف شرع سے مستثنیٰ ہوتا ہے، اسی لئے نابالغ اور بالغ مجنون کو شریعت نے اپنے احکام کا مکلّف نہیں بنایا ہے جیسے سونے والے اور بیہوش کو بھی فی الجملہ مستثنیٰ رکھا ہے۔

اس لیے کسی انسان کا ان اسباب کو اختیار کرنا جو اس کی عقل وادراک کو اس درجہ متاثر کریں کہ وہ باہوش وباحواس انسانوں کی حدود سے باہر ہو جائے اور ان حرکتوں تک پہونچ جائے جو بچکانہ کیا بلکہ حیوانیت کے انداز کی ہوتی ہیں۔

عقل وخرد کو متاثر کرنے اور اس سے بیگانہ کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے ''نشہ''۔ خواہ وہ کسی ذریعہ وشکل سے ہو، قرآن کریم نے نشہ آور اشیاء کی فی الجملہ منفعت کو تسلیم کرنے کے ساتھ اہمیت اس کو دی ہے اور حکم کی بنیاد بھی اسی پر رکھی ہے کہ اس میں مضرت کہیں زیادہ ہے اور وہ مضرت دراصل عقل وخرد سے بیگانہ کرکے آدمی کو دین ودنیا کی رو سے تباہی کے راستے پر لے جاتا ہے۔

شراب کی حرمت شریعت کا مسلمہ ہے خواہ وہ کسی نام اور کسی عنوان سے متعارف ہو اور کسی چیز سے بنے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیزوں کا سوال ہوا تو آپ نے اصولی جواب یہی عنایت فرمایا کہ ہر نشہ آور شئ حرام ہے، اور اس سے کسی طرح کا تعلق رکھنا بھی حرام ہے، اس لیے اس بابت کسی سوال ومذاکرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

لیکن آج نشہ کے لیے خمر وشراب کے عنوان سے متعارف اشیاء کے علاوہ بہت سی اشیاء کا استعمال ہو رہا ہے جو جامد بھی ہوتی ہیں اور سیال بھی، مقدار میں بہت کم لیکن تاثیر میں عمدہ سے عمدہ شراب سے فائق، پوری دنیا میں ایسی اشیاء کی درآمد وبرآمد اور صنعت وفراہمی کا کام ہو رہا ہے، افیم، کوکین، ہیروئن، اسمیک، گانجا وغیرہ اور ان میں بہت سی اشیاء کی مضرت شراب سے کہیں بڑھ کر ہے، شراب رفتہ رفتہ اپنے رسیا کو بیکار کرتی ہے اور استعمال کے بعد وقت کے ایک حصہ تک بیکار رکھتی ہے اور بسا اوقات اس حال میں ایک حد تک باہوس رہ کر آدمی بہت سے کام بھی کرتا اور کر لیتا ہے۔

لیکن دوسری اشیاء ایسی ہیں کہ وہ بہت جلد انسان کو ناکارہ اور معاشرہ کا ایک مفلوج وا پاہج جز بنا دیتی ہیں کہ ان کا استعمال جسم کو ان کا اس طرح عادی بنا تا ہے کہ آدمی ہر وقت اسی کے نشہ میں مست ودھت رہنا چاہتا ہے اور جہاں اس کی گرفت جسم، عقل وقوی پر کمزور پڑی اس کی طلب بیدار وتازہ ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں بڑی فکر کے ساتھ ایسی چیزوں پر گرفت اور سزا کا نظام رائج ہے، معروف شراب کے باب میں تو حکومتیں وسعت وتسامح سے کام لیتی ہیں لیکن دوسری اشیاء کے بارے میں دارو رسن کی نوبت آتی رہتی ہے، مسلم ممالک کے علاوہ دوسرے ممالک میں اور ترقی یافتہ ممالک میں بھی اس پر سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔

اس وقت مقصود دراصل اسی قسم کی اشیاء کی بابت سوال وتحقیق ہے اور اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اکیسویں سمینار کے لئے ایک موضوع کی حیثیت سے اس مسئلہ کو بھی رکھا ہے لہٰذا آپ حضرات سے سوالنامہ کی روشنی میں تحقیقی جواب کی گزارش ہے۔

۱- شریعت نے نشہ کی بنیاد پر حرمت کا حکم صرف سیال چیزوں اوران مادوں کے لیے رکھا ہے جو شراب وخمر کے عنوان سے معروف ومتعارف رہی ہیں اور ہیں۔ یا نشہ پائے جانے کی بنیاد پر ہر اس شئ کو حرام قرار دیا ہے جس کے استعمال سے نشہ وسکر پیدا ہو خواہ وہ سیال مشروب ہو جس کو پانی کی طرح پیا جائے یا کسی چیز میں لگا کر اور مل کر اس کو استعمال کریں یا کھانے کی صورت میں استعمال ہو کہ جامد ہو، نباتات وغیرہ کی شکل میں یا کسی دوسری شکل میں۔

۲- آج کل نشہ آور اشیاء کے استعمال اور اس سے استفادہ کی ایک شکل انجکشن وغیرہ کی بھی ہے اس طرح کی شکلوں کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا جسم کے اندر پہونچانا کیا حکم رکھتا ہے؟

۳- اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شراب ان چیزوں سے بنتی ہے جو عموماً پھل یا غلہ ودانے کے قبیل کی چیزیں ہیں ان کی کاشت، خرید وفروخت میں کوئی قباحت نہیں جیسا کہ کسی بھی پھل کا جوس وشراب تیار کرنا اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ سوال ان اشیاء کا ہے جو براہِ راست کسی نہ کسی شکل وصورت میں نشہ وسکر کے لیے استعمال ہوتی ہیں جیسے بھانگ وافیم اور ان جیسی اشیاء ان کی کاشت اور خرید وفروخت کا کیا حکم ہے۔

۴- اسی طرح بھانگ وافیم جیسی اشیاء سے جو منشیات وسکرات تیار کی جارہی ہیں جن کا رواج اس وقت بڑھتا چلا جارہا ہے، جیسے ہیروئن وغیرہ ان کو تیار کرنے اور ان کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے۔

۵- اس قسم کی تیز نشہ آور اشیاء کی تیاری، وکاروبار وغیرہ پر حکومتیں سخت موقف اختیار کرتے ہوئے موت کی سزا دے دیتی ہیں۔ شریعت اسلامیہ اس بابت کیا موقف رکھتی ہے؟

۶- شراب ونشہ آور اشیاء کے استعمال یا کاروبار پر جبکہ کوئی آدمی اس کے فروغ کا ذریعہ بن رہا کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے احادیث کی روشنی میں کیا رہنمائی ملتی ہے۔

۷- جو لوگ مروج اس قسم کے نشہ کے عادی ومریض ہوتے ہیں ان کے لیے ایسی تدبیریں کہ جن کے ذریعہ ان کی اس عادت کو چھڑایا جائے اور اس مرض وہلاکت سے بچایا جائے اس کا کیا حکم ہے؟

۸- اور ان کے علاج کے لیے اگر نشہ آور اشیاء کا بھی استعمال کرنا پڑے اس طور پر کہ بتدریج ان کی عادت کو کم کرکے نفی ومکمل احتراز تک لایا جائے، اس کا کیا حکم ہے؟

☆☆☆

سوالنامہ

شریعت کے دائرہ میں انشورنس (تکافل) کی صورت

انسان قدم قدم پر خطرات سے گھرا ہوا ہے، سترہویں صدی کے بعد دنیا میں جو صنعتی انقلاب آیا اور معاشی ترقی کے وسیع تر مواقع پیدا ہوئے، ان کی وجہ سے جہاں انسان کے لئے آسانیاں بڑھی ہیں، وہیں مشینی انقلاب نے خطرات میں بھی اضافہ کیا ہے، اگر ایک آدمی پیدل چل رہا ہو تو حادثہ کا خطرہ کم ہوتا ہے، اور اگر اسکوٹر سے چل رہا ہو تو اس سے زیادہ اور تیز رفتار سواری ہو تو حادثہ کا خطرہ اس سے بھی بڑھ جاتا ہے اور نقصان کا دائرہ بھی وسیع ہو جاتا ہے، یہی حال زندگی کے مختلف شعبوں میں ہے۔

انسان چاہتا ہے کہ ایسے خطرات سے اس کا تحفظ ہو اور اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو معاشی اعتبار سے وہ قابل برداشت ہو، شریعت میں اس کی مثال ''قانون دیت'' ہے کہ سب سے بڑا مالی تاوان جو کسی انسان پر واجب ہو سکتا ہے، قتل کا خون بہا ہے، تنہا ایک شخص کے لئے اس کو برداشت کرنا آسان نہیں، اسی لئے شریعت نے خون بہا کی ذمہ داری میں اس کے رشتہ داروں کو بھی شریک رکھا ہے، موجودہ دور میں جان، مال، صحت اور مختلف ضرورتوں سے متعلق انشورنس کا آغاز دراصل اسی مقصد کے لئے ہوا ہے کہ جو خطرات انسان کے لئے تنہا قابل برداشت نہ ہو، اسے بہت سے لوگوں پر تقسیم کر دیا جائے؛ تاکہ ان میں سے کوئی بھی اگر اس صورت حال سے دوچار ہو تو اس کے لئے وہ ناقابل برداشت نہ ہو جائے۔

مگر افسوس کہ اس اچھے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اہل مغرب نے ایسا طریقۂ کار وضع کیا، جس میں قمار وغیرہ تو پایا ہی جاتا ہے، بہت سی صورتوں میں ربا بھی شامل ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس کا ایسا اسلامی متبادل پیش کیا جائے، جو ان مفاسد سے خالی بھی ہو اور اس اہم مقصد کو پورا بھی کرتا ہو، اس پس منظر میں آپ سے عرض ہے کہ اس اصول کے مطابق انشورنس یا عالم اسلام کی مروجہ تعبیر میں ''تکافل'' کی شرعی صورت کیا ہوگی، اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں، نیز ہندوستان میں قابل عمل صورت کی نشاندہی بھی کریں تو بہتر ہوگا۔

☆☆☆

تجاویز:

عصر حاضر میں پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لئے قائم ادارہ اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا اکیسواں انٹرنیشنل فقہی سمینار مشہور تجارتی شہر اندور کے قریب جامعہ اسلامیہ بنجاری میں بتاریخ ۹-۱۱/ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۳-۵/مارچ ۲۰۱۲ء منعقد ہوا، سمینار میں کشمیر سے لے کر کیرالہ تک پورے ملک سے تقریباً ۳۰۰/اسلامی اسکالرس اور مفتی وقاضی حضرات کے علاوہ مصر، برطانیہ، ماریشس، جنوبی افریقہ، امریکہ اور کناڈا کے نمائندوں نے بھی شرکت کی، اس سمینار میں مروجہ انشورنس کے متبادل نظام تکافل، اہم ترین بین الاقوامی مسئلہ نشہ آور اشیاء کی تیاری اور استعمال کے سدباب، اور زوجین کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کے حل کے سلسلہ میں بحث کی گئی اور باتفاق رائے درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱-شقاق بین الزوجین کی وجہ سے فسخ نکاح:

۱- اسلام میں نکاح ایک پاکیزہ اور مقدس رشتہ ہے، اور شریعت چاہتی ہے کہ اس رشتہ میں حتی المقدور دوام واستحکام ہو، اس لئے کسی واقعی معتبر سبب کے بغیر مرد کا طلاق دے دینا یا عورت کا خلع کا مطالبہ کرنا انتہائی ناپسندیدہ اور مذموم عمل ہے؛ اس لئے شوہر وبیوی کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس رشتہ کو ٹوٹنے سے بچائیں، اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو قرآن مجید نے ایسے نزاعات کو حل کرنے کے لئے جو تدابیر ذکر کی ہیں ان کو اختیار کریں، اور ایک دوسرے کے ساتھ تحمل اور عفو ودرگذر سے کام لیں۔

۲- اگر زوجین کے تعلقات خوشگوار باقی نہ رہیں، نکاح کے مقاصد سکون اور باہمی محبت ومودت فوت ہونے لگیں اور بیوی طلاق کا مطالبہ کرے تو شوہر کو چاہئے کہ طلاق دیدے، محض ایذا رسانی کی غرض سے اسے معلق بنا کر نہ رکھے، اور اگر شوہر طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو بیوی خلع کا مطالبہ کرسکتی ہے اور ایسی صورت میں شوہر کو چاہئے کہ خلع قبول کرکے عورت کو آزاد کردے۔

۳- زوجین کے درمیان ایسی تلخی جس کی وجہ سے موافقت مشکل نظر آئے اسے ''شقاق'' کہتے ہیں۔

۴- زوجین کے اولیاء کا بھی فریضہ ہے کہ وہ شقاق کی صورت میں ان کے درمیان صلح کرانے اور باہمی اختلافات کو دور کرنے، نیز دونوں کو حدود اللہ پر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

۵- اگر زوجین کے درمیان شقاق پیدا ہو جائے اور بیوی شوہر کے ساتھ رہنے پر بالکل آمادہ نہ ہو تو قاضی اولاً صلح کرانے کی پوری کوشش کرے، اگر صلح نہ ہو پائے تو خلع کرانے کی سعی کرے۔

۶- شقاق کی صورت میں ہر ممکن کوشش کے باوجود کوئی حل نہ نکل سکے تو قاضی کے لئے ضرورتاً ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مسلک کے مطابق ان کی شروط معتبرہ کے ساتھ نکاح فسخ کرنے کی گنجائش ہے۔

۲-نشہ آور اشیاء:

اللہ تبارک وتعالی نے انسان کو فائدہ پہنچانے والی چیزوں کو حلال وطیب بنایا اور نقصان پہنچانے والی اشیاء کو حرام وناجائز قرار دیا

ہے، پورے دین اسلام میں فطرت انسانی کی رعایت ہر موڑ پر موجود ہے، کھانے پینے کی اجازت واباحت کے ساتھ ساتھ نقصان پہنچانے والی چیزوں کی ممانعت وحرمت قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اصولی طور پر بیان کردی گئی ہے، انہیں محرمات میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں، جو عقل کو متاثر کرنے والی اور نقصان پہنچانے والی ہیں۔

انسانی اعضاء وجوارح میں عقل وخرد کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، انسان اسی عقل وخرد کے ذریعہ دوسرے حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے، اور اسی عقل کی بنیاد پر وہ احکام شرع کا مکلّف ہوتا ہے، انسانیت کی بقا اور اس کی نافعیت عقل ہی کی سلامتی پر قائم ہے۔

عقل وخرد کو متاثر کرنے اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہونے کا بڑا ذریعہ نشہ ہے، خواہ وہ کسی ذریعہ وشکل سے ہو، اس میں بے حد مضرت ہے، جس کے نتیجے میں انسان عقل وخرد سے بیگانہ ہوکر دین ودنیا کی تباہی کے راستے پر چل پڑتا ہے۔

شراب کی حرمت، شریعت میں مسلم ہے؛ خواہ وہ کسی نام اور کسی عنوان سے متعارف ہو، اس سلسلے میں شریعت کا واضح اصول یہی ہے کہ ہر نشہ آور شئ حرام ہے، آج نشہ کے لئے خمر وشراب کے علاوہ، بہت سی اشیاء کا استعمال ہو رہا ہے جو جامد بھی ہوتی ہیں اور سیال بھی، مقدار میں بہت کم، لیکن تاثیر میں زود سے زودتر اور شراب سے فائق، افیم، کوکین، ہیروئن، اسمیک، گانجا اور اس جیسی بہت سی اشیاء کی مضرت شراب سے کہیں بڑھ کر ہے، آج پوری عالمی برادری سماجی طور پر اس سے متاثر ہے، نشہ آور اشیاء نے سب کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اور پوری دنیا میں اس حوالہ سے تشویش پائی جارہی ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی کے اکیسویں سمینار منعقدہ ۳-۵/مارچ ۲۰۱۲ء، جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور میں تفصیلی بحث ہوئی اور درج ذیل تجاویز پر اتفاق ہوا:

۱- پوری دنیا میں شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء میں فرق کا جو طریقۂ کار اختیار کیا جارہا ہے وہ خطرناک، ناقابل فہم اور انسانی ہمدردی کے خلاف ہے۔ دوسری نشہ آور اشیاء پر عالمی برادری کا جو موقف ہے، وہی شراب کے لئے بھی اختیار کیا جانا ضروری ہے، امّ الخبائث شراب کے لئے بھی لائسنس نہ دیئے جائیں اور ان کی خرید وفروخت پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

۲- دستور ہند کے رہنما اصول دفعہ ۴۷ میں مرقوم ہے کہ مملکت اس امر کی کوشش کرے گی کہ طبی اغراض کے سوا نشہ آور مشروبات اور مضر صحت مفرد ادویہ کے استعمال کی ممانعت کرے۔ اس دفعہ کے مدنظر شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کی ہلاکت خیزی اور تباہ کاری کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ سمینار حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسے جلد از جلد نافذ کیا جائے اور اس سلسلے میں قانون سازی کی جائے۔

۳- یہ سمینار تمام انسانوں سے عموماً اور مسلمانوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہے کہ وہ نشہ آور اشیاء سے دور رہیں؛ تاکہ ان کی ذہنی نشو ونما اور جسمانی ارتقاء کا عمل متاثر نہ ہو اور وہ سماج پر بوجھ بننے کے بجائے اپنی گوناگوں بلکہ ہمہ جہت صلاحیتوں کی وجہ سے ملک وملت کے لئے مفید بن سکیں۔

۴- ہم سب کو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ انسان کے پاس اس کے تمام اعضاء وجوارح، جسم وجان، عقل وشعور اور ادراک اس کی اپنی ملکیت نہیں بلکہ اللہ کی امانت ہے، اور وہ شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ان کے استعمال کا پابند ہے، وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرسکتا، جس کی وجہ سے ان اعضاء کی خدمات متاثر ہوں یا کلیۃً ختم ہوجائیں۔ شراب کی حرمت منصوص ہے، خواہ وہ کسی نام اور کسی عنوان سے متعارف ہو اور وہ کسی بھی چیز سے بنے۔

۵- اس کے علاوہ اشیاء کی حرمت کا حکم نشہ پیدا کرنے پر ہے خواہ وہ نشہ سیال اشیاء سے ہو یا جامد اشیاء سے، انجکشن کے ذریعہ حاصل کیا

جائے یا کسی اور طریقہ سے، یہ سب حرام ہیں اوران سب سے احتراز لازم ہے۔

۶- افیون، بھانگ وگانجا وغیرہ کی کاشت وتجارت کا مقصود انہیں منشیات کے طور پر استعمال کرنا اوران کی تیاری میں تعاون ہو تو یہ ناجائز اور ممنوع ہے۔

۷- وہ تمام منشیات ومسکرات جو بھانگ وافیم جیسی چیزوں سے تیار کی جائیں، ان کا استعمال اور خرید وفروخت ناجائز وحرام ہے۔

۸- جولوگ شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال کی عادت میں گرفتار ہیں وہ قابل سرزنش ہیں اور انہیں تمام ممکنہ تدابیر کے ذریعہ بچانے کی کوشش کرنا شرعی وانسانی فریضہ ہے۔

۹- جولوگ اس بری عادت کو پھیلانے کا سبب بنتے ہیں خواہ کاروبار وتجارت کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریقے سے، ایسے افراد اپنی حرکتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سے سخت سزا کے مستحق ہیں۔

۱۰- ہر ایسی جائز تدبیر اختیار کرنا جس سے نشہ کی عادت چھوٹ جائے، شرعاً مطلوب، اور انسانی واخلاقی فریضہ ہے۔

۱۱- نشہ کی عادت چھڑانے کے لئے اگر جائز اشیاء سے علاج کی کوئی صورت کارگر نہ ہو، اور حالت مجبوری کی ہو، تو ماہرین اطباء کے مشورہ سے تدریجی طور پر نشہ آور اشیاء سے بھی علاج کی گنجائش ہے۔

۱۲- جسم وجان اور صحت وصلاحیت سب اللہ کی نعمت وامانت ہیں، ان کی ہر ممکن حفاظت انسان پر فرض ہے، اس لئے نشہ آور اشیاء سے احتراز کے ساتھ ان تمام اشیاء کے استعمال سے بھی بچنا ضروری ہے جو جسم وصحت کو نقصان پہنچاتی ہیں اور خطرناک بیماریوں کا ذریعہ بنتی ہیں مثلاً سگریٹ، بیڑی، گٹکھا، تمباکونوشی وغیرہ۔

۳- اسلامی تکافل (انشورنس):

انسانی زندگی خطرات سے گھری ہوئی ہے، خاص طور سے صنعتی انقلاب کے بعد جہاں معاشی ترقی کے وسیع تر مواقع پیدا ہوئے اور انسان کے لئے آسانیاں بڑھیں وہیں مشینی انقلاب نے خطرات میں بھی اضافہ کیا۔ انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ ممکنہ تدابیر واسباب کے ذریعہ ایسی پیش بندی کی جائے کہ خطرات سے ممکن حد تک اس کا تحفظ ہو، اور اگر کوئی حادثہ پیش ہی آجائے تو وہ اس کے لئے مالی طور پر ناقابل برداشت نہ رہے۔

شریعت اسلامیہ انسان کی اس فطری خواہش کو نظر انداز نہیں کرتی؛ بلکہ اسلام میں مستقبل کی پیش بندی اور ممکنہ خطرات سے تحفظ کی تدابیر کرنے کی پوری گنجائش موجود ہے۔ قرآن وحدیث میں اجتماعی تعاون، امداد باہم، اور تبرع وایثار کی واضح ہدایات موجود ہیں، شریعت میں خطرات کی تقسیم وتخفیف کا تصور بھی ملتا ہے، جس سے ایک فرد کا نقصان پوری جماعت میں تقسیم ہوجائے اور فرد کے لئے اس کو برداشت کرنا آسان ہوجائے۔

اسلامی تکافل کی بنیاد دراصل انہی تصورات پر قائم ہے، جس میں ہر شریک کے لئے بہتر مستقبل کی پیش بندی کی جاتی ہے، اور ممکنہ خطرات سے تحفظ کا سامان کیا جاتا ہے، اس بنا پر یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ تکافل کو مفاسد سے بچاتے ہوئے مضبوط شرعی بنیادوں پر مستحکم کرنے کی ضرورت ہے؛ تاکہ جولوگ ان مقاصد کے حصول کے لئے مروجہ غیر اسلامی انشورنس کمپنیوں اور سود وقمار پر مبنی اداروں کی طرف رجوع کرتے ہیں، ان کو صحیح اسلامی متبادل فراہم کیا جائے۔

اس پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے اکیسویں فقہی سمینار (۳-۵/مارچ ۲۰۱۲ء) منعقدہ جامعہ اسلامیہ بنجاری میں غور وخوض اور تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل امور باتفاق رائے طے ہوئے:

۱- تکافل کی سب سے بہتر اور شریعت کے اصول ومقاصد سے ہم آہنگ صورت یہ ہے کہ اس کی بنیاد خالصتاً تعاون پر ہو، اور ممبروں کے لئے سرمایہ کاری کے ذریعہ نفع حاصل کرنے کو اس کے ساتھ جوڑا نہ جائے۔

۲- اسلامی تکافل کی تشکیل کے لئے تین شرعی اساس موجود ہیں: ہبہ بالعوض، التزام بالتبرع یا وعدۂ ہبہ، اور وقف۔ مختلف قانونی احوال وظروف میں ان میں سے کسی کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

۳- تکافل کی مختلف صورتوں کے مروجہ طریقۂ کار کا جائزہ لینے اور اس سلسلہ میں تفصیلی ہدایات مرتب کرنے کے لئے اکیڈمی عنقریب ایک کمیٹی تشکیل کرے گی جس میں کم از کم پانچ علماء نیز انشورنس، مالیات اور قانون سے متعلق تین ماہرین شامل ہوں، جو عمومی طور پر اس مسئلہ میں غور کریں اور ہندوستان کے قانون کے پس منظر میں بھی قابل عمل صورت کی نشاندہی کریں۔

۴- تکافل کی جو بھی صورت اختیار کی جائے یہ ضروری ہے کہ تمام امور کی نگرانی کے لئے انتظامی کمیٹی کے علاوہ ایک شرعی نگراں بورڈ بھی قائم کیا جائے جس کو تمام معاملات کے دیکھنے کا پورا اختیار ہو اور اس کا فیصلہ کمپنی کے لئے ہر حال میں واجب العمل ہو۔

۵- یہ سمینار اپیل کرتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مصیبت زدہ افراد کی اعانت کے لئے اوقاف قائم کریں، امداد باہمی کی انجمنوں کو وجود میں لائیں، اور مختلف اداروں، کمپنیوں اور پیشوں سے مربوط افراد باہمی تعاون کے ایسے نظام کو فروغ دیں کہ حادثات سے دوچار ہونے والے ساتھیوں کے نقصانات کی تلافی ہو سکے، اور معاونین اجر وثواب کے لئے اس کام کو انجام دیں۔

۶- اسلامک فقہ اکیڈمی حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ ربا وقمار سے پاک تکافل کمپنی اور مالیاتی ادارے کے قیام میں تعاون فراہم کرے اور قانونی رکاوٹوں کو دور کرے۔

✧ ✧ ✧